محمد جعفر شاہ پھلواروی

حضور اکرمؐ اور تبلیغ

تبلیغ، ابلاغ اور بلاغ سب کے معنی ایک ہیں یعنی پہنچانا۔ پہنچانے کا مفہوم خود لفظ "رسول" کے اندر بھی موجود ہے۔ رسول کے معنی ہیں بھیجا ہوا اور پیغام لے جانے والا۔ کوئی پیغام لے کر کسی کو بھیجا جائے تو اس کا مطلب ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ اسے پہنچا دے۔ ان تمام باتوں کو قرآن کی ایک آیت بڑی عمدگی سے واضح کرتی ہے۔ ارشاد ہے کہ:

یاایھا الرسول بلّغ ما انزل الیک من ربک	اے پیغمبر! تمہارے رب کی طرف سے تم پر جو کچھ نازل ہوا ہے اسے پہنچاؤ
وان لم تفعل فما بلّغت رسالتہ۔	اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے پیغامبری کا حق ہی نہ ادا کیا۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہوگئی کہ رسالت کے معنی ہی پیغام کے ہیں۔ اور رسول وہی ہوتا ہے جو پیغام لائے اور اس کا اصلی فریضہ یہ ہے کہ وہ اس پیغام کو پہنچا دے۔ اسی پہنچا دینے کا نام ہے تبلیغ یا ابلاغ۔ رسولؐ تو پیغام لانے والا ہے اور وہ پیغام قرآن مجید ہے جسے ھٰذا بلاغ للناس کہا گیا ہے یعنی یہی کتاب پیغام خداوندی ہے اور اس کو پہنچانے والا رسولؐ ہے۔ قرآن کریم نے رسول کے فریضۂ تبلیغ کے متعلق واضح لفظوں میں یہ بھی فرما دیا کہ:

وما علی الرسول الا البلاغ المبین۔	رسول کی ذمے داری صرف اسی قدر ہے کہ وضاحت کے ساتھ پہنچا دے۔

اس آیت سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ رسول کی حیثیت صرف اتنی ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کا پیغام سنا دے اور اس کے بعد آرام سے گھر پر آکر سو رہے۔ گویا نعوذ باللہ وہ صرف ایک چٹھی رساں کی طرح آکر خط دے جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے نہ خط بھیجنے والے سے کوئی مطلب ہوتا ہے نہ خط وصول کرنے والے سے کوئی غرض۔ لیکن یہ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ رسول کے ذمے جو تبلیغ کی گئی تھی وہ محض لغوی حیثیت کا پہنچانا نہیں بلکہ وہ ایک قرآنی اصطلاح ہے جو اپنے بیسیوں لوازم کے ساتھ وابستہ ہے۔ وہ ایک ایسا فریضہ ہے جس میں سر دھڑ کی بازی لگانی پڑتی ہے، پوری کائنات خم ٹھونک کر مقابلے پر آجاتی ہے، دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہو جاتی ہے، قدم قدم پر شدید مصائب کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور زندگی کی آخری سانس تک ایک ایک لمحے کو اسی مقصد کے لئے وقف کر دینا پڑتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمے دو قسم کی تبلیغیں تھیں۔ ایک اہل کفر کو اسلام کی تبلیغ اور دوسرے اسلام لانے والوں کو سنبھالے رہنے کے لئے ہر ممکن تبلیغ۔ ان دونوں قسموں کی تبلیغ کا مطالعہ کرنے کے بعد اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ حضورؐ کی پوری زندگی ہی تبلیغ تھی اور زندگی کا ایک ایک لمحہ اور اس کی ایک ایک ادا ہمہ تن تبلیغ

تھی۔ان دونوں قسموں کی مثالیں سننے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ تبلیغ کے ضروری لوازم کیا ہیں جو فریضۂ تبلیغ کو جان جوکھوں کا کام بنا دیتے ہیں۔

تبلیغی کامیابی کے لئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ مبلّغ کو اپنے مشن سے ایسی لگن اور ایسا عشق ہو کہ وہ اسے اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھے اور اس کے لئے ہر متاعِ عزیز کی قربانی کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھے۔ یہ دُھن، یہ ایمان اور یہ اذعان و ایقان نہ ہو تو مبلغ کے لئے تبلیغی کامیابی تو الگ رہی، وہ اس راہ میں قدم بھی نہ رکھے گا۔

دوسری ہے استقامت۔یعنی ارادہ و عزم میں کسی وقت بھی تزلزل نہ آئے۔ اگر اندر سے یقین کی گرفت ذرا ڈھیلی ہو تو وہ دُھن اور وہ لگن ہی کمزور ہو جاتی ہے جو تبلیغی سرگرمی کی جان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم "فاستقم کما امرت" کا حکم دیتا ہے یعنی اے رسول حکم الٰہی کے مطابق جمے رہو۔

تیسری شرط ہے بے غرضی و بے لوثی۔ اس کے بغیر بھی کوئی تبلیغ کامیاب نہیں ہو سکتی۔ خود غرض انسان کے پیچھے کوئی نہیں چلتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر پیغمبر نے اس کی وضاحت کر دی کہ:

لا اسألکم علیہ اجراً، ان اجری الا علی اللہ۔ یعنی میں تم سے اپنی تبلیغ کے عوض کسی قسم کا کوئی اجر نہیں چاہتا میرا معاوضہ تو بس اللہ کے ذمے ہے۔

چوتھی شرط ہے حُسنِ افہام یعنی اپنا پیغام اتنی صفائی، خوبصورتی اور وضاحت سے پیش کرے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ گفتگو اتنی مختصر نہ ہو کہ مضمون تشنہ رہ جائے اور اتنی طویل بھی نہ ہو کہ سامع اُکتا جائے۔ انداز مناسب اور مؤثر ہو، دلائل ناقابلِ تردید ہوں، مخاطب کی ذہنی سطح کے عین مطابق ہوں۔ وغیرہ وغیرہ۔ اسی کو قرآن کہتا ہے کہ:

وقل لھم فی انفسھم قولاً بلیغاً۔ ایسی بات کہو جو ان کے دل میں اُتر جائے۔

پانچویں شرط ہے انسانی خیر خواہی۔ اگر زندگی کے ہر ہر مرحلے پر مبلّغ عملاً یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ بنی نوع انسان کا بہی خواہ اور خیر طلب ہے تو اس کے متعلق کسے یقین آئے گا کہ یہ بھی ہمارے ہی دینی و دنیوی فائدے کے لئے ہے؟ خیر خواہی تبلیغ کے لئے ایسی ضروری شرط ہے کہ پیغمبروں نے تبلیغ کے ساتھ اس کا بھی ذکر کیا ہے، مثلاً حضرت ہودؑ فرماتے ہیں کہ:

ابلغکم رسالاتِ ربی وانا لکم ناصح امین۔ میں نے تم تک اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور میں تم سب کا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

یہی مضمون نوحؑ، صالحؑ اور شعیب علیہم السلام کی زبان سے بھی قرآن میں ادا ہوا ہے۔

چھٹی شرط ہے خود مبلّغ کا سراپا نمونۂ عمل بننا۔ یہ ایسی ضروری شرط ہے کہ اس کے بغیر کسی کامیاب تبلیغ کا تصور بھی مشکل ہے۔ کون ایسے شخص کی بات مان سکتا ہے جس کا عمل اس کے قول کے مطابق نہ ہو؟ مبلّغ کے لئے صرف اسی قدر کافی نہیں کہ اس کی زندگی اس کے پیغام کے مطابق ہو بلکہ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جتنا بھی دوسروں سے چاہتا ہے اس سے

بے شمار گنا زیادہ خود کرکے دکھائے۔ اگر وہ دوسروں سے مال کا چالیسواں حصہ طلب کرتا ہو تو خود اپنی ساری پونجی پیش کردے۔ اگر دوسروں کے ترکے کو قانونِ وراثت سے رفتہ رفتہ ختم کرنا چاہے تو اپنے ترکے میں ایک درہم بھی نہ چھوڑے۔ بلکہ اس کے پاس جو کچھ ہو وہ سب کا سب قوم کی ملکیت ہو۔ غرض اس کی زندگی ایک اعلیٰ نمونۂ عمل ہو۔ جیسے قرآن کہتا ہے کہ :

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ تمہارے لئے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔

ایک ساتویں ضروری شرط جسے ان تمام شرائط کا مجموعہ کہنا چاہئے یہ ہے کہ مبلّغ کا اخلاقی کردار اتنا بلند ہو کہ بڑے سے بڑے مخالف اور دشمن کو کسی جہت سے بھی اس پر نکتہ چینی کا موقع نہ مل سکے۔ قرآن کریم اسی حقیقت کو یوں بیان فرماتا ہے کہ :

انک لعلیٰ خلق عظیم۔ آپ بہت اعلیٰ کردار پر قائم ہیں۔

یہ ہیں وہ چند شرائط جو ایک مبلّغ کے لئے ضروری ہیں اور جن کے بغیر بلند سے بلند افکار کی تبلیغ بھی کامیابی سے ہم آغوش نہیں ہوتی۔ پھر اگر پیغام ایسا انوکھا ہو جو سننے والی قوم کے افکار، عادات اور روایات سب کے خلاف ہو اور ہر متاعِ عزیز کی قربانی چاہتا ہو تو کون ایسے مبلّغ کی بات قبول کرنے پر آمادہ ہو سکتا ہے جب تک اس میں یہ تمام شرائطِ تبلیغ بہ تمام و کمال نہ پائی جائیں؟ اب اس مبلّغ اعظم صلے اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا تبلیغی کارنامہ ملاحظہ فرمائیے۔ سب سے پہلے کون ایمان لایا؟ وہ جن کے لئے بظاہر سب سے آخر میں بھی ایمان لانا دشوار تھا۔ یہ ایمان لانے والی حضوؐر کی رفیقۂ زندگی حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں۔ کسی انسان کی سیرت و کردار کی واقفیت بیوی سے زیادہ کسی کو نہیں ہوتی۔ انسان کی اصلیت گھر کی دن رات کی خلوتی زندگی میں بے نقاب ہو جاتی ہے۔ جلوت کی زندگی میں تقدس قائم کر لینا دشوار نہیں حقیقت حال کا پتہ تو گھریلو زندگی سے چلتا ہے۔ ایک بیوی شوہر کی زندگی سے متعلق سب کچھ جانتی ہے اور اس پر کسی شوہر کا جھوٹا جادو نہیں چل سکتا۔ ذرا سوچئے، حضوؐر کا کردار کتنا بلند ہو گا کہ ان کا پیغام سنتے ہی سب سے پہلے ان کی رازدار، واقفِ حال تجربہ کار اور ہوش مند بیوی ہی ایمان لاتی ہیں اور یہ سمجھ کر ایمان لاتی ہیں کہ اب آخر دم تک ہر سرد و گرم کو جھیلنا پڑے گا۔ کیا ایک مبلّغ کا اس سے بڑا بھی کوئی کارنامہ ہو سکتا ہے؟

اس کے بعد کون اس پیغام کو قبول کرتا ہے؟ ایک رفیق جو بچپنے سے ساتھ کھیلا ہؤا ہے اور اس سے اس مبلّغ اعظم کا کوئی راز پوشیدہ نہیں۔ اگر مبلّغ کی سیرت و کردار پر اس کی امانت و صداقت پر سو فی صد اعتماد نہ ہو تو کون ہم عصر دوست ہے جو ایک خشک دیے مزہ پیغام کو قبول کرکے زمین و آسمان کو دشمن بن جانے کی دعوت دے؟ یہ تھے حضرت ابوبکر صدیق جن کی زیرکی و فراست اور ایثار و صداقت پر کوئی دشمن بھی حرف نہ لاسکا۔ کیا ایک مبلّغ کا اس سے بھی کوئی بڑا کارنامہ تصوّر میں آسکتا ہے؟

پھر کون ایمان لایا؟ ایک منہ بولا فرزند زید بن حارثہ جو دن رات اس مبلغ کے ساتھ رہتا ہے۔ گھر کے اندر

بے تکلف آتا جاتا ہے۔ ہر آن اس مبلغ کی صداقت وکردار کا بچشم خود مطالعہ کرتا رہتا ہے، کمال اعتماد واعتقاد نہ ہو تو کون ایسے خطرناک پیغام پر لبیک کہنے کی جرأت کرے؟ کیا تبلیغ کی یہ کامیابی بجائے خود ایک عظیم الشان کارنامہ نہیں؟ یہ تو ذرا عمر رسیدہ لوگ تھے۔ جناب خدیجہ کے بعد ایک نوخیز ۹سالہ صاحبزادے کا ایمان لانا بھی کچھ معمولی کارنامہ نہیں۔ یہ ہیں حضرت علی مرتضیٰ جو ابھی جوان بھی نہیں ہوئے ہیں مگر اپنی عقل وفرزانگی میں ہزاروں بڑوں سے آگے ہیں۔ رسولؐ کی گود میں پرورش پائی ہے اور ان کی زندگی سے بخوبی واقف ہیں۔ کمال عزم واستقامت کے ساتھ یہ بھی ایمان لے آتے ہیں۔ یہ تمام لوگ ایک ہی دن آگے پیچھے ایمان لائے اور آخری دم تک ہر ایثار وقربانی کو برداشت کرتے رہے۔

یہ وہ تبلیغ تھی جس سے متاثر ہونے والے لوگ پہلے ہی سے حضورؐ کے کردار سے متاثر تھے اور اس تبلیغ کے قبول کرنے والوں میں کوئی ایسا نہ تھا جس پر حضورؐ کی دشمنی کا کوئی دَور گزرا ہو۔ لیکن آگے چل کر کمال دیجئے کا تبلیغی کارنامہ وہ ہے جبکہ پیغام اسلام سُن کر لوگ خون کے پیاسے اور جان کے دشمن ہو جاتے ہیں، چند مثالیں اس کی بھی سُن لیجئے۔

سیدنا عمرؓ اس مبلغ اعظم کا سر قلم کرنے کے ارادہ سے شمشیر برہنہ لے کر گھر سے نکلتے ہیں۔ اپنی بہن اور بہنوئی کو اسلام قبول کرنے کے جرم میں خوب مارتے ہیں۔ اس کے بعد ہی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام اور مسلمانوں کی سب سے بڑی قوت بن جاتے ہیں۔ ضماد ازدی حضورؐ کو دیوانہ سمجھ کر جھاڑ پھونک کرنے آتے ہیں اور خود اسلام کے دیوانے بن جاتے ہیں۔ طفیل دوسی اپنے کانوں میں روئی ٹھونس کر آتے ہیں کہ محمدؐ کی کوئی آواز ان کے کانوں میں نہ پڑے، مگر پھر ہمیشہ کے لئے اپنی غفلت کی ڈاٹ نکال دیتے ہیں۔ بریدۂ اسلمی ستر آدمیوں کے ساتھ حضورؐ کو گرفتار کرنے کے لئے مدینے کی طرف روانہ ہوتے ہیں اور راستے میں حضورؐ سے مل کر سب کے سب گرفتار اسلام ہو جاتے ہیں۔ ابوسفیان حضورؐ کے خلاف ہر تحریک کے پیرو بنتے ہیں لیکن آخر فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کر لیتے ہیں۔ عمیر بن وہب زہر میں خنجر بجھا کر حضورؐ کو قتل کرنے کے ارادے سے مدینے پہنچتے ہیں اور خود قتیلِ خنجرِ ایمان ہو جاتے ہیں۔ ثمامہ بن اُثال جیسے پیشہ ور ڈاکو گرفتار ہو کر آتے ہیں اور بغیر کسی تعزیر کے رہا کر دیئے جاتے ہیں پھر کشاں کشاں خود آکر اپنے اسلام کا اعلان کرتے ہیں مثالیں بے شمار ہیں۔ سارا عرب وعجم ہی دشمن تھا لیکن رفتہ رفتہ بے شمار انسان اپنے کفر سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے تبلیغ کا یہ عظیم الشان کارنامہ اور کس مبلغ کے ہاتھوں ظہور میں آیا ہے؟

پھر اس کے بعد ایک تیسرا دَور تبلیغ آتا ہے جو ۶ سنہ ہجری میں شروع ہوتا ہے۔ یہ وہ دَور ہے جب سلاطین کو تبلیغ نامے بھیجے گئے۔ نجاشی حبشہ اصحمہ بن ابجر کو، شاہ بحرین منذر بن ساوہ کو، شام کے گورنر فروہ بن عمرو خزاعی کو، دومۃ الجندل کے حکمران اکیدر کو، اضلاع یمن وطائف کے حکمران ذوالکلاع حمیری کو، شاہ عمان جیفر کو اسلام کے پیغام بھیجے اور یہ سب کے سب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

جو فرماں روا ایمان نہ لائے ان میں ہوذہ بن علی حاکم یمامہ، جریج بن متی شاہ مصر ملقب بہ مقوقس، خسرو پرویز شاہ ایران اور نیز شاہ قسطنطنیہ ہرقل وغیرہ تھے۔ یہ سب کے سب تھوڑے ہی عرصے میں تباہ و برباد ہوگئے۔

حضورؐ کی تبلیغی زندگی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ پوری زندگی خصوصاً مکی زندگی میں حضورؐ کو اور حضورؐ کے تمام ساتھیوں کو ہر ممکن ایذا پہنچائی گئی۔ راستے میں کانٹے بچھائے گئے، گلا گھونٹا گیا، بائیکاٹ کیا گیا، گالیوں اور تالیوں سے استقبال کیا گیا، قتل کی سازش کی گئی، جنگ پر مجبور کیا گیا، وطن سے نکالا گیا۔ کیا کچھ نہ کیا گیا؟ لیکن استقامت، خیر خواہی، بے لوثی، ایقان اور اعلیٰ اخلاقی اقدار کی محافظت وغیرہ میں کبھی فرق نہ آیا۔ یہی وہ تبلیغی کردار کے اعلیٰ نمونے تھے جنہوں نے حضورؐ کو دنیا کا سب سے زیادہ کامیاب مبلغ بنا دیا۔

اسلام اور رواداری

مصنفہ رئیس احمد صاحب جعفری

قیمت چھ روپے

اسلام کا نظریۂ اخلاق

مصنفہ منظہر الدین صاحب صدیقی

ایک روپیہ بارہ آنے

قرآن اور علم جدید

مصنفہ ڈاکٹر محمد رفیع الدین ایم۔اے

قیمت پانچ روپے آٹھ آنے

اسلام اور موسیقی

مصنفہ سید محمد جعفر شاہ صاحب پھلواروی

تین روپے چار آنے

تہذیب و تمدن اسلامی

مصنفہ مولانا رشید اختر صاحب ندوی

قیمت حصۂ اوّل پانچ روپے حصۂ دوم چھ روپے ۸ آنے سوصفحہ

اسلام کی بنیادی حقیقتیں

مصنفہ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب

قیمت دو روپے آٹھ آنے

ملنے کا پتہ:- ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، ۲ کلب روڈ، لاہور